تطہیر وتقدیس

درمدح جناب فاطمہ زہرا صلوٰت اللہ علیہا

شاعر آلِ محمدؑ مولوی سید قائم مہدی نقوی ساحرؔ اجتہادی (پاکستان)

ابھی سویا تھا مَیں مُنہ ڈھانک کر اک پاک چادر سے
یہ کس عالم میں آ پہنچا نکل کر اپنے پیکر سے

مری چشمِ بصیرت نے دکھایا اور کچھ کھُل کر
سماں بیداریِ دل کا نگاہِ خواب پرور سے

مجھے حدِّ نظر تک اک رہِ روشن نظر آئی
کہ جیسے کہکشاں بچھّی ہو جنّت تک مرے گھر سے

قدم رکھتے ہی اس پر، اک نئی دُنیا میں جا پہنچا
جہاں ذرّے ملاتے ہیں نظر خورشیدِ خاور سے

وہ منظرِ جو حَسیں منظر ہے میری چشمِ حیرت میں
کبھی گذرا نہیں وہ چشمِ دارا وسِکندر سے

مَیں یہ سمجھا کہ جیتے جی چلا آیا ہوں جنّت میں
اُتر آئی ہے یا جنّت زمین پر عرشِ داور سے

عجب اک عالمِ تطہیر وتقدیس وعبادت ہے
فضائیں گونجتی ہیں دم بدم اللہ اکبر سے

ہَوا ایسی، چلے جیسے نسیمِ صبح جنّت میں
فضا ایسی، معطر ہو جو بوئے مُشک وعنبر سے

تجلّی نے مٹایا ہے نشاں یوں تیرہ بختی کا
نظر آتے ہیں سب سنگِ سیہ بھی سنگِ مرمر سے

مرا اپنا وجود آیا نظر خود مجھ کو نورانی
مری چشمِ تخیّل پر وہ جلوے نور کے بَرسے

مری خوابیدہ آنکھوں نے تجلّی اس قدر دیکھی
کہ میں نظریں ملا سکتا ہوں اب خورشیدِ محشر سے

ہے طاری ایک اطمینان کا عالم زمانے پر
ہوا ہے دور سارا رنج وغم ہر قلبِ مضطر سے

نڈر اور مطمئن ہیں اس طرح اللہ کے بندے
نہ کوئی خوف باطل کا نہ کچھ ڈر فتنہ و شر سے

وہ صرصر ہو، ہوائے گرم ہو یا گردشِ دوراں
یہاں سے ہٹ کے چلتی ہے خدا کے قہر کے ڈر سے

ہے ایسا دَور دَورہ امن والفت کا زمانہ میں
کہ پیمانِ وفا شہباز کرتے ہیں کبوتر سے

ہے نعماتِ خداوندی کی یوں دنیا میں ارزانی
صدف کانِ جواہر سے ملیں، ہیرے سمندر سے

ہزاروں لعل وگوہر بھی جو اس بازار میں لائیں
بہت ہی کم ہوں قیمت میں یہاں کے ایک کنکر سے

بہاروں نے سجایا اور بھی اس بزمِ امکاں کو
سجاتے ہیں دلہن کو جس طرح پھولوں کے زیور سے

بجایا رعد نے ڈنکا جو فصلِ گُل کی آمد کا
اُٹھے گھِر گھِر کے بادل اور جھما جھم ٹوٹ کر برسے

طہارت اس زمین کی جو تقاضہ ہے تقدّس کا
گھٹائیں لائی ہیں بھر بھر کے پانی حوضِ کوثر سے

تڑپ کر برق یوں ابر سیہ سے پار ہوتی ہے
گزر جائے علیؑ کی تیغ جیسے عمرو کے سر سے

چمن میں ہر طرفِ رنگِ بہاراں پھوٹ نکلا ہے
شجر سے، برگ سے، سبزے سے، شبنم سے، گُلِ تر سے

ہوئی ہے دامنِ گلشن پہ کیا پُر لطف گل کاری
گُلِ عباس سے، نرگس سے، نیلوفر سے، عصفر سے

ملاتا ہے نظر دامانِ گُل پر قطرۂ شبنم
زبرجد سے، زمرد سے، عقیق و لعل و گوہر سے

خزاں کا نام تک اس باغ سے یوں ہو گیا رخصت
بُتوں نے کی تھی رحلت جس طرح اللہ کے گھر سے

سرِ محفل نچھاور کو زرِ گُل لائے ہیں بوذرؓ
تصدّق کو بھرا ہے دامنِ سلمانؓ گوہر سے

مسلسل صاف کرواتے ہیں چمکانے کو یہ محفل
مَلَک جمشیدؔ سے جام اور آئینے سکندرؔ سے

ادھر وہ دور میں ہے ساغرِ مدحت سرِ محفل
صراحی پر صراحی آ رہی ہے حوضِ کوثر سے

فرزدقؔ، دعبلؔ و مقبلؔ سبھی حاضر ہیں محفل میں
قصیدے سُن رہے ہیں لوگ اک اک مدح گستر سے

ادھر ہیں انوریؔ و رودکیؔ قاآنیؔ و کاشیؔ
یہ محفل لوٹ لیتے ہیں جو اک اک مصرعِ تر سے

اُبلتی ہے مئے مدحت دلِ شاعر سے رہ رہ کر
کہ فوّارے خوشی کے چھوٹتے ہیں حوضِ کوثر سے

توقع کیوں نہ ہو ایسے میں ساحرؔ سے قصیدہ کی
سب اُمیدِ ثمر رکھتے ہیں نخلِ بار آور سے

ملا اب جو اشارہ منزلِ مدحت میں آنے کا
کیا پہلے زباں کو پاک میں نے آبِ کوثر سے

تھا یہ سامان بھی درکار جو مدحت نگاری کو
قلم طوبیٰ سے لایا، روشنائی حوضِ کوثر سے

سرِ قرطاس اب تو لہلہائی مدح کی کھیتی
جھما جھم اب تو بادل مزرعِ تخئیل پر برسے

عطا اب یوں ہوئے اشعارِ مدحت پے بہ پے مجھ کو
کہ جیسے رزق ملتا ہو سِوا رزقِ مقرّر سے

قلم نے حرف کے غنچے کھِلائے سنگ زاروں میں
اُگائے باغبانِ فکر و فن نے پھول پتھر سے

دکھایا دور سے جلوہ جوابِ بلقیسِ مدحت نے
اشارہ کر کے مجھ کو کوئی ہُد ہُد اُڑ گیا فَر سے

اجازت پا کے رکھا جب قدم مدحت کی مسند پر
تقاضہ مطلعِ نو کا ہوا اس مدح گستر سے

قدم پاسِ ادب سے اس زمیں پر رکھ نہ سکتا تھا
قلم نے طے کیا اس منزلِ دشوار کو سر سے

اشارہ پاتے ہی اک آفتابِ تازۂ مدحت
ہوا پھر آج طالع مطلعِ فکرِ سخنور سے

ملی بے مثل وہ دخترِ نبیؐ کو فضلِ داور سے
ملے گا کفو بھی جس کا فقط اللہ کے گھر سے

الگ کیجئے نہ زہراؑ کو محمدؐ سے، کہ ہوتی ہے
بقا جوہر کی آئینہ سے آئینہ کو جوہر سے

خدا نے اِن کی مادر سے سِوا رتبہ اِنھیں بخشا
کوئی ورنہ بڑھا سکتا ہے کب مُشتق کو مصدر سے

نبوّت ہو، امامت ہو کہ عصمت، سب نمایاں ہے
جبیں سے، آنکھ سے، انداز سے، ابرو سے، تیور سے

دُرِ عصمت، امامت کے گہر، تطہیر کا جھومر　　خدا نے اِن کو زینت دی ہے کیسے کیسے زیور سے
محمدؐ شہرِ علم اور درِ علیؑ، یہ در کی زیبائش　　علیؑ ہیں شہر سے وابستہ، زہراؑ شہر کے در سے
بنایا حق نے صدرِ محفلِ تطہیر خود اُس کو　　تجلّی چھن رہی تھی پنجتنؑ کی جس کی چادر سے
ہیں پانچوں حرف یہ تطہیر کے یا پنجتنؑ اِس میں　　عجب نسبت ہے آیاتِ خدا کو ان کی چادر سے
کھُلی اِن کی ردا سے کیا ہی قسمت لیفِ خرما کی　　ملاتے ہیں نظر پیوند اِس کے ماہ و اختر سے
ہے رومال اِن کا یا کانِ جواہر جس میں گر گر کر　　وہ آنسو بن گئے ہیرے جو ٹپکے دیدۂ تر سے
نبیؐ نے اک وصی کعبہ سے پایا، اِن کے گھر سے دو　　علیؑ گھر سے خدا کے، شبّرؑ و شبّیرؑ اس گھر سے
خدا نے خاطرِ زہراؑ سے یہ دستور بدلا ہے　　پسر سے نسل ہے سب کی، نبیؐ کی اُن کی دختر سے
فرشتے اِن کے در کو منزلِ سدرہ سمجھتے ہیں　　قدم رکھتے نہیں بے اذن، پر جل جانے کے ڈر سے
کبھی جو آرزوئے میوۂ بے فصل ہو اِن کو　　اُتر آئیں طبق میوؤں کے خُلدِ عرشِ داور سے
مَلَک زہراؑ کے در پر اس یقیں کے ساتھ آتے ہیں　　کہ خالی ہاتھ کب کوئی گیا ہے آپؑ کے در سے
یہاں خالق کو سجدے ہیں وہاں اصنام کو سجدے　　ملا کر دیکھئے زہراؑ کا گھر اللہ کے گھر سے
نہ کیوں رہ جائے ہوکر وہ اسی سَرکار کا جس کو　　ملے اسلام، قرآں، دین، ایماں سب اسی گھر سے
مساواتِ عمل سے اوج وہ پائے کنیزان کی　　کہ بڑھ جائے شرف میں ملکۂ دارا و قیصر سے
جہانِ آب و گِل میں ہوں کبیدہ دل اگر زہراؑ　　گلوں سے رنگ اُڑ جائے، چمک چھن جائے گوہر سے
جو خاتون　　قیامت بددُعا دیں غیظ میں آکر　　فلک گر جائے منزل سے، زمیں ہٹ جائے محور سے
یہ کیوں مُردہ دلہن کو دے نہیں سکتیں حیاتِ نَو　　اگر عیسیٰؑ جلا سکتے ہیں مُردے ایک ٹھوکر سے
عبادت بھی، اطاعت بھی، مشقت بھی، قناعت بھی　　سلیقہ زندگی کا سیکھئے بنت　　پیمبرؐ سے
عبادت میں وہ محویّت کہ چونکا بھی نہیں سکتا　　اگر سیلِ حوادث بھی گذر جائے برابر سے
ملوکیت جو دیکھے اِن کے بیٹے کی جلالت کو　　تو مانگے بھیک صلح و امن کی وہ حلمِ شبّرؑ سے
جو اِن کی بیٹیوں کو ہو کبھی اعلانِ حق لازم　　اُلٹ دیں ظُلم کا دربار زورِ نطق حیدرؑ سے
جو لیں اِن کے پدر سے درسِ اخلاق وخدا ترسی　　درندے چھوڑ دیں آہو شکاری خوفِ محشر سے
ملے شوہر سے اِن کے حوصلہ گر ناتوانوں کو　　تو لڑ جائیں کبوتر باز سے، آئینے پتھّر سے
اُسی سے کربلا میں بھر دیا اسلام کا دامن　　ملی جو دولتِ ایثار اِن کو اپنی مادر سے
مری بخشش کو ساحرؔ ہے بہت زہراؑ کی مداحی　　جو اک قطرہ بھی مل جائے فضائل کے سمندر سے